افکار و مطالعات

قاضی اطہر مبارکپوری

عوام اور حکومت کے مابین جو گہرا تعلق اور خصوصی رابطہ ہوتا ہے، اسے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اصولی جملہ میں یون بیان فرمادیا ہے،

اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ — عوام اپنے حکمرانون کے طور وطریقہ پر ہوتے ہین ،

یہ جملہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے یونہی ایک واقعہ کی خبر کے طور پر نہین فرمایا ہے، بلکہ جس طرح آپ کا ہر قول اور فعل کسی نہ کسی مصلحت اور تعلیم پر مبنی ہوتا ہے، اسی طرح یہ مقولہ بھی راعی ورعایا اور حاکم ومحکوم کے لئے ایک نہایت ہی اہم اصول پیش کرتا ہے، خاص طور سے حکمران طاقت کے لئے اس مین بڑی اہم تنبیہ ہے، یہان پر "دین" کو اس کے عام معنی مین استعمال کرنا چاہیئے تاکہ اس کی عمومیت سے حاکم ومحکوم اپنے تمام حالات پر احتسابی نظر رکھین

واقعہ یہ ہے کہ جس ملک کی قوت حاکمانہ جس راہ پر چلتی ہے اس کے عوام بھی اسی راہ پر چلتے ہین، اور جیسا اگلا ہل چلتا ہے ویسا ہی پچھلا ہل بھی چلتا ہے، اگر کسی ملک کا حکمران طبقہ یا حکمران فرد عادل، انصاف پسند، اور عوام کا بہی خواہ ہوتا ہے تو اس کے ماتحت عوام بھی انصاف گر، عادل اور انسانیت کے خیر خواہ ہوتے ہین، اور اگر اُن کی حاکمانہ طاقت بے راہ، عیاش، ظالم اور ناکارہ ہوتی ہے، تو وہ بھی عیاش، ظالم، بدتہذیب اور نالائق ہوتے ہین، بلکہ واقعہ یہ ہوتا ہے کہ حکمران طبقہ یا فرد کی معمولی سی نیکی یا برائی اس کے عوام کو بہت زیادہ نیک یا بُرا بنادیتی ہے، اس لئے جس ملک کی حکومت جیسی ہوگی اس کے عوام بھی ویسے ہی ہون گے، اور یہ بات صرف چند اعمال وحرکات تک محدود نہین ہوگی، بلکہ ذہنیت، احساس، رجحان، عقیدہ، عمل اور اصول وفروع کے ہر شعبہ مین اس حقیقت کا ظہور ہوگا، یہ کوئی ڈھکی چھپی چیز نہین ہے، بلکہ کھلی ہوئی حقیقت ہے جس سے ہر ملک کے عوام اور حکمران کو سابقہ پڑتا ہے، اور رات دن اس کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے،

مذکورۂ بالا حدیث مین خاص طور سے مسلمانون کے قائدون اور حکمران طاقت کے مالکون کو بتایا جارہا ہے کہ تمھاری نیت، عمل اور کام جیسے ہون گے، تمھارے عوام بھی اسی کے مطابق ہون گے، اور تمھارے عمل وعقیدہ کا گہرا اثر تمھارے ماتحت عوام پر پڑے گا، یہ نہین ہوسکتا کہ تم تو فرعون وہامان بنو اور تمھارے عوام جنید وشبلی بنین، یا تم تو شریر وسرکش بنے رہو اور وہ تمھارے مطیع وفرمانبردار بنے رہین، اور تمھارے عمل وعقیدہ کے خلاف ان مین نفرت پیدا نہ ہو، اور حکومت اور عوام مین تعاون کا ربط قائم رہے، بلکہ اگر تم عوام کا معاون حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہین پہلے عوام کا معاون بننا پڑے گا، اُن کو

اپنے حق مین اچھا بنانا چاہتے ہو تو پہلے تم کو ان کے حق مین اچھا بننا پڑے گا،
علم الاجتماع کے اس زرین اصول کے پیش نظر اگر کوئی حکومت نیک نامی اور عزت کے ساتھ زندہ رہنا چاہتی ہے تو اسے پہلے خود ہی نیک بننا پڑے گا، ورنہ اس کی برائی عوام کو برا بنا کر اسی کے مقابلہ مین کھڑا کر دے گی اور حکومت اور عوام دونون بے اطمینانی، شر و فساد اور ظلم و ستم کی جہنم مین جلتے رہین گے،

اس مین شک نہین کہ ادھر پچھلے ڈیڑھ دو سو سال کی غلامی نے پورے عالم اسلام مین زہریلے جراثیم پیدا کر دیئے ہین، یہان کے عوام اور حکمران اور ارباب اقتدار کے مابین برائی کا رشتہ قائم کر دیا ہے، بڑون کی بے راہ روی نے چھوٹون کو بے راہ رو بنا دیا ہے، اور مسلم قوم اپنے اصول و فروع مین بڑی حد تک تیمی کا شکار ہو کر کافرانہ و مشرکانہ عقائد و اعمال کے حق مین مسلمانہ و مومنانہ معتقدات و وظائف سے دست بردار ہو گئی ہے، اس صورتِ حال النّاس علی دین ملوکھم کا قبیح پہلو پورے عالم اسلام کو گھیرے ہوئے ہے، ساتھ ہی یہ حقیقت کہ ادھر چند سالون سے حالات نے عالمی طاقتون اور دنیاوی اثر و اقتدار مین عظیم تر انقلاب پیدا کر کے پورے عالم اسلام مین اس حدیث کے حسین پہلو کے اجاگر ہونے کے قوی امکانات پیدا کر دیئے ہین،
عالم اسلام تیزی سے غیرون کے اثر و اقتدار سے آزاد ہو رہا ہے، مشرق مین انڈونیشیا یکسر آزاد ہو چکا ہے، جہان سات کروڑ مسلمان آباد ہین، ملایا بھی نیم آزادی کی زندگی پا چکا ہے، جہان مسلمانون کی آبادی اور اثر و اقتدار کی مقدار اچھی خاصی ہے،
ہندوستان کی تقسیم نے ملک کو دو حصون مین بانٹ کر ایک طرف کے مسلمانون کو آزاد اکثریت کا جزو اور دوسری طرف یعنی پاکستان کے مسلمانون کو سراسر آزاد کر دیا ہے، مشرق وسطیٰ کا پورا علاقہ چند مقامات کو چھوڑ کر مغربی استعماریت سے نجات پا چکا ہے، اور رہی سہی کسر پوری ہو رہی ہے،
قلب عرب مین سعودی حکومت پورے عالم اسلام کے لئے مثالی حیثیت اختیار کرتی جا رہی ہے، شامی حکومت اپنے مسلسل خونی انقلابات کے بعد اطمینان بخش سکون سے ہمکنار ہو گئی ہے، مصر کی نئی حکومت نے مغربیت کا جوا اتار کر اس کی کمر پر طاقت کا لات مار دیا ہے، عراق، اردن، یمن جیسی چھوٹی چھوٹی حکومتین اب زندگی کا ثبوت پیش کرنے لگی ہین، اور ان کے عوام اور خواص مین اپنی زندگی کا احساس پیدا ہو گیا ہے،
تونس اور سوڈان کی آزادی اب واقعہ بن چکی ہے، الجزائر کا خونی سمندر الجزائری مجاہدین کے جہاز حریت کو عنقریب آزادی کے ساحل سے لگانے والا ہے، ترکی کی لادینی جمہوریت تیزی سے ختم ہو رہی ہے، اور وہان اسلامی شعور ابھر رہا ہے، ایران و افغانستان کو اغیار کے مقابلہ مین بہت کچھ اطمینان حاصل ہو چکا ہے، پس ان حالات مین اگر تمام عالم اسلام خود خود آگاہی اور خود شناسی کا جذبہ پیدا کرے اور دوسری تمام طاقتون کے مقابلہ مین الجزائر سے انڈونیشیا تک اپنی طاقت کے لئے اچھے حالات پیدا کرے تو کون منظم حکومت ہے جو اس کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے؟ اور کون ملک ہے جو اس کے سامنے

جھکنے پر مجبور نہیں ہو سکتا؟

اس وقت اگر تمام مسلم ممالک اسلامی زندگی کی طرف جھک جائیں اور مغربی تہذیب کے مقابلہ میں اسلامی تہذیب و ثقافت تمدن و معاشرت اور فکر و نظر کو اپنے اپنے حلقے میں رائج کریں تو کون ہے جو ان کو اس سے باز رکھ سکتا ہے؟

مغربی اقتدار کے دور میں پورا عالم اسلام مغربی فکر و نظر اور تہذیب و تمدن کا تختہ مشق بنا ہوا تھا، مگر اب وقت آگیا ہے کہ اسے اسلامی زندگی کا خوگر بنا دیا جائے، اور اپنی شاندار روایات اور عظیم تر ثقافت سے اس کی زندگی کو مالا مال کر دیا جائے، وقت آگیا ہے کہ اب بڑی سے بڑی حکومت اور نظام سے عالم اسلام آنکھ ملا کر بات کرے، اور غلامی کے دور کی جھجھک کو چھوڑ کر اپنی ملی روایات اور دینی ثقافت پر حکیمانہ و مردانہ وار مقابلہ میں کھڑا ہو جائے، آج کے حالات نے عالم اسلام سے دوستی پیدا کرنے پر امریکہ، برطانیہ، روس اور فرانس جیسی دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو مجبور کر دیا ہے، اور مسلم ممالک سے دوستی کے لئے خود پہلے ہاتھ بڑھانے میں اپنی کامیابی محسوس کر رہی ہیں،

ان واقعات و حقائق میں عالم اسلام کی حکمران طاقتوں اور ذمہ دار لوگوں کو اپنی تہذیب اور اپنی روایات پر چلنے اور معتقدات و مسلمات کو عام کرنے کا پورا پورا موقع فراہم ہے، اور وہ بڑی آزادی اور عزت کے ساتھ یورپ کے مقابلہ میں صاف ستھرے اور پاکیزہ نظام حکومت اور نظام زندگی پر عمل کر کرا سکتے ہیں، اور دنیا کی وہی طاقتیں جو کل تک ہماری غلامی اور اپنی آقائی کے زمانہ میں اسے ہمارے لئے تنگ نظری، فرسودگی اور رجعت پسندی سے تعبیر کرتی تھیں، آج وہی طاقتیں اسے ہماری عین صوابدید گردانتی ہیں، اور ہمیں وقیع نظروں سے دیکھنے کے لئے تیار ہیں، اس سلسلہ میں ہم سعودی عرب اور مصر و شام کی رہبری اور اولیت کو پورے عالم اسلام کے لئے امامت کا درجہ دے سکتے ہیں، یہ حکومتیں اپنے محل وقوع اور اثر و اقتدار کے اعتبار سے اس قابل ہیں کہ اگر وہ اپنے یہاں اسلامی افکار و علوم اور تہذیب و ثقافت کا احیاء کر کے پوری طاقت سے اصلاحی پروگرام پر عمل کریں اور کرائیں تو پورے عالم اسلام کے حکمران اور عوام متاثر ہو سکتے ہیں اور عبرت حاصل کر کے خود بھی اصلاحی کام اسی طریقہ پر کر سکتے ہیں، حال ہی میں جمہوریہ مصر نے چند مذہبی اصلاحات جاری کی ہیں، اور کرنل ناصر نے یورپ کی حرامکاری اور فحاشی کی لعنت مصر سے ختم کر کے اسلامی تعلیمات کو لاگو کیا ہے، مغرب کی مشہور خبر رساں ایجنسی "رائٹر" نے اس خبر کو اس طرح بیان کیا ہے کہ صدر جمہوریہ مصر نے مصر کو "جنونی اسلامی مملکت کے بجائے تطہیری" مملکت بنانے کی زبردست مہم شروع کی ہے، اس مہم کی تمام اصلاحات عین اسلامی اور دینی ہیں، مگر رائٹر اسے دینی اور اسلامی کہتے ہوئے شرماتا ہے، اور اسے تطہیری مملکت کے کام بتاتا ہے، امید رکھنی چاہیئے کہ کرنل ناصر کی دینی اصلاحات یورپ کی نظر میں اس وقت تک تطہیری ہیں جب تک اس میں اقرار و تسلیم کی جرأت پیدا نہیں ہوتی، چند دنوں میں جب دوسرے مسلم ممالک بھی اسی قسم کی دینی اصلاحات اپنے اپنے ملک میں نافذ کریں گے تو یورپ کو ان کے اسلامی ہونے کا اقرار کرنا ہی پڑے گا،

جمہوریہ مصر کی حالیہ دینی اصلاحات حسب ذیل ہین،

(۱) پوری مملکت مصر مین جوئے بازی پر پابندی لگا دی گئی ہے، مگر غیر ملکیون کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے،

(۲) حرام کاری اور بازاری عورتون کو مکمل طور پر ممنوع قرار دیدیا گیا ہے،

(۳) لڑکیون کو اپنی طرف متوجہ کرنا اور کسی لڑکی کو دیکھ کر سیٹی بجانا جرم قرار دیا گیا ہے،

(۴) سرکاری تقریبات مین شراب نوشی کی ممانعت ہوگئی ہے،

(۵) سرکاری تقریبات مین عورتین خاص لباس کے ساتھ شریک ہوسکتی ہین،

(۶) اجنبی عورتون کے ہاتھون کو بوسہ دینے کی ممانعت ہے،

(۷) سرکاری تعطیل اتوار کے بجائے جمعہ کو ہوگی،

(۸) مصر کے تمام اسکولون مین مسلمانون، عیسائیون، اور یہودیون کے لئے اپنے اپنے مذہب کے مطابق مذہبی تعلیم کا لازمی انتظام ہوگا،

ان خالص اسلامی اصلاحات پر کون ہے جو کرنل ناصر کو "ملّا" اور رجعت پسند کہہ سکتا ہے؟ اور کیا "ڈان" اور "ٹائمز" اور "اسٹیٹسمین" کو اتنی ہمت ہے کہ وہ اسے ملّائیت اور جنونی جذبہ سے تعبیر کر سکے؟ اسی لئے تو اسے تطہیری مملکت کا لفظ اختیار کرنا پڑا،

ظاہر ہے کہ جب مصر مین شراب نوشی، زناکاری، جوئے بازی کی مخالفت ہوگی، اور ہر اسکول مین مذہبی تعلیم ہوگی تو ایک طرف برائیون سے نجات اور دوسری طرف دینی باتون سے دلچسپی پیدا ہوگی، اور مصری عوام اپنی حکومت کے طور وطریقہ پر چلین گے،

یہان پر یہ بات بھی ذہن مین رکھنا چاہیئے کہ صرف اچھے اچھے قوانین بنا دینے سے کسی ملک کے عوام اچھے نہین ہوسکتے بلکہ جو لوگ قوانین بناتے ہین ان کو عمل کرنا پڑے گا اور قانون کو پہلے اپنے حق مین مفید بنانا پڑے گا، اس کے بعد اس سے عوام فائدہ اٹھا سکین گے، اصل چیز حکمران طبقہ کا خود بہتر ہونا ہے، اگر کسی حکومت کے ذمہ دار بُرے ہون تو اُن کے ملک کے عوام کو سخت سے سخت قوانین بھی اچھا نہین بنا سکتے، کیونکہ قانون بذات خود کچھ نہین ہے، اور نہ ہی صرف طاقت سے کام چلتا ہے، بلکہ قانون اور طاقت دونون کا زور اسی وقت چلتا ہے، جب مقنن اور حکمران طبقہ اپنے کو بہتر سے بہتر بنائے اور قانون اور طاقت کی افادیت کو دوسرون کے حق مین عام کرے،

ویسے تو اسلامی تاریخ مین مسلمانون کو ان کی بے راہ روی اور بدحالی کی سزا مین متعدد بار ابتلا و آزمائش مین ڈالا گیا ہے اور عبرتناک طریقہ پر اُن کو جھنجھوڑا گیا ہے، مگر ان المناک حوادث مین فتنۂ تاتار اور حادثۂ اندلس دونون مسلمان قوم کے لیے اپنے اندر عبرت ونصیحت کی بڑی مقدار رکھتے ہین،

اسپین مین جب مسلمانون کی تباہی مسیحیون کے ہاتھ آئی تو وہان سے اُن کی جڑ بنیاد کھود کر پھینک دی گئی، اور اُن کے

ساتھ عیسائی درندوں نے وہ سب کچھ کیا جو اپنے اپنے زمانوں میں فرعون، ہامان اور شداد وغیرہ نے کیا، ایک عربی النسل مسیحی مصنف اور امریکی یونیورسٹی کے پروفیسر فلپ کے حتی اسپین میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ۱۴۶۹ء میں ارغون کے حکمران فرڈیننڈ نے قسطالیہ کی ملکہ اسابیلہ سے شادی کر لی، اس اتحاد نے اسلامی اقتدار پہ گویا قیامت ڈھا دی، ۲ جنوری ۱۴۹۲ء میں نصرانی فوجیں ایک طویل اور جان توڑ محاصرہ کے بعد شہر غرناطہ میں داخل ہو گئیں، اور صلیب نے ہلال کو اپنے گہن میں لے لیا،

(۱) ویرکیتھولک۔ مجسٹیز (۲) فرڈیننڈ (۳) اسابیلہ نے مسلمانوں کے ساتھ صلح کی جو شرطیں کی تھیں ان پر وہ قائم نہ رہے، اور ۱۴۹۹ء میں ملکہ اسابیلہ کے خاص پادری کی قیادت میں جبری طور سے مسلمانوں کا مذہب تبدیل کرنے کی ایک باقاعدہ مہم شروع کی، ابتدا میں اس پادری نے اسلام سے متعلق تمام عربی کتابوں کو جلانا شروع کیا، غرناطہ کے تمام عربی مخطوطات جمع کر کے جلا دئے گئے، پھر مذہبی عدالت کی طرف سے محکمۂ احتساب قائم کیا گیا، اور مسیحی بے روک ٹوک اپنا کام کرنے لگے، تسخیر غرناطہ کے بعد جو مسلمان وہاں رہ گئے تھے ان کی اقلیتی حیثیت کو ظاہر کرنے کے لئے اُن کو "موریسکو" کہا جانے لگا، جس کے معنی چھوٹے مور کے ہیں، اسپین کے عرب مسلمانوں کے لئے ہسپانوی زبان میں "مورو" اور انگریزی زبان میں "مور" کا لفظ وضع کیا گیا، بہت سے موریسکو جو ہسپانوی نسل کے تھے ان سب کو یاد دلایا جاتا تھا کہ ان کے آباؤ اجداد نصرانی تھے، اس لئے انھیں بھی نصرانی مذہب قبول کر لینا چاہئیے، ورنہ پھر اسلام پر قائم رہنے کے نتائج بھگتنے کے لئے تیار ہو جانا چاہئیے، تیرھویں صدی عیسوی تک پورے اسپین میں جو مسلمان زیر ہو کر یا معاہدہ کر کے نصرانیوں کی رعیت بن چکے تھے ان کو "مدجنین" کا لقب دیا گیا، ان مسلمانوں میں بہت سے عربی زبان کے بجائے اسپین کی رومانسی زبان اختیار کرتے اور آہستہ آہستہ نصرانیوں میں ضم ہوتے جاتے تھے، ان کو بھی موریسکو کے زمرہ میں داخل کیا گیا، ان مسلمانوں میں بہت سے ظاہر میں نصرانی اور باطن میں مسلمان تھے، ان میں سے بعض لوگ اپنی شادیاں بظاہر نصرانی رسم و رواج کے مطابق کر لیا کرتے تھے، مگر گھر آکر نکاح کے اسلامی رسوم ادا کرتے تھے، بہت سے مسلمان دکھانے کے لئے اپنا نام نصرانی رکھتے تھے مگر گھر میں ان کا اسلامی نام بھی ہوتا تھا، ۱۵۰۱ء میں ایک شاہی فرمان نافذ ہوا کہ قسطالیہ اور لیون کے مسلمان باشندے یا تو نصرانیت قبول کر لیں یا پھر اسپین سے نکل جائیں، ۱۵۵۶ء میں فلپ دوم نے ملک کے رہے سہے مسلمانوں کے لئے یہ قانون بنایا کہ وہ اپنی عربی زبان اپنی عبادات، اسلامی عقائد اور اپنی مخصوص و ممتاز ملی زندگی سے دست بردار ہو جائیں، نیز اسپین کے تمام غسل خانے اور حمام ڈھا دئے جائیں، تاکہ اس زمین پر کفر و الحاد کی کوئی نشانی باقی نہ رہے، اس قانون اور حکم کے نتیجہ میں غرناطہ کے بچے کھچے مسلمانوں نے بغاوت کر دی اور یہ بغاوت آس پاس کی پہاڑیوں تک پھیل گئی، لیکن عیسائی طاقت نے اس کو دبا دیا، ۱۶۰۹ء میں بادشاہ فلپ سوم نے مسلمانوں کو اسپین سے خارج کرنے کے آخری حکمنامہ پر اپنی دستخط کر دی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسپین سے مسلمان بہت بڑی تعداد میں جبراً نکالے گئے، کہتے ہیں کہ کوئی پانچ لاکھ مسلمانوں کو اس جلاوطنی میں اپنے گھر سے بے گھر ہونا پڑا، اور یہ لوگ افریقہ کے ساحلوں یا دوسرے دور دراز اسلامی ملکوں کو جانے والے جہازوں پر سوار ہونے کے لئے مجبور کئے گئے، اندازہ لگایا گیا

ہے کہ زوال غرناطہ (سنہ ۱۴۹۲ء) سے لیکر سترھوین صدی کے پہلے عشرے کی درمیانی مدت تک تقریباً تیس لاکھ مسلمان یا تو جلا وطن کر دیئے گئے، یا ان کو موت کے گھاٹ آتار دیا گیا، اور ان کو فوج در فوج زندہ آگ مین جلایا گیا، اور اس طرح حدود اسپین سے مسلمان رخصت ہو گئے اور کچھ دنون تک اسپین چاند کی مستعار روشنی کے بن ہوتے پر چمکنے کے بعد پھر اندھیرا ہو گیا، جس مین آج تک وہ ٹھوکرین کھا رہا ہے"،

اسپین مین مسلمانون کے ساتھ عیسائیون نے جو سلوک کیا ہے وہ تاریخ عالم کی المناک داستان ہے' اور مسیحیت کے مظالم کی حقیقی تصویر ہے' ان خوفی حوادث اور المناک مظالم کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ اس مسیحیت کی تصویر ہے جس کو یسوع مسیح نے تعلیم دی تھی کہ "کوئی تمھارے داہین رخسار پر طمانچہ مارے تو تم اس کے سامنے بائین رخسار کو بھی پیش کر دو"، "کوئی کرتہ مانگے تو چادر بھی آتار کر دیدو"، "اور کوئی ایک میل چلائے تو تم دس میل چلے جاؤ"

اس کے بعد یورپ میں یہ انقلاب بھی آیا کہ وہی مسیحی یورپ جو صدیون تک صلیبی جہاد کے نام پر اسلام کے خلاف صف آرا رہا، جس نے اس مقدس جنگ کے نام پر مسلمانون پر ظلم وستم کے وہ پہاڑ توڑے کہ جن کو دیکھ کر جنگل کے خونخوار درندے بھی پناہ مانگنے پر مجبور ہو جائین، اور جن کی گواہی یورشلم کے کھنڈرات، عکہ وشام کے میدان، قرطبہ وغرناطہ کے در و دیوار آج بھی دے رہے ہین، شاید یورپ کے ان مقدس رہنماؤن کو معلوم نہ تھا کہ آج جس تلوار سے وہ دوسرون کا گلہ تہذیب وشرافت سے عاری اور اخلاق و انسانیت کی قدرون کو پامال کرکے کاٹ رہے ہین وہی تلوار ایک روز خود ان کی گردن کی طرف بھی لپکے گی، چنانچہ جب ان کی حرص وہوس اور آگے بڑھی تو خود عیسائیت کو بھی حکومت اور عوام کے دلوں سے نکالا اور یورپ سے عملی طور پر عیسائیت کو ختم کرکے دم لیا، اور اصلاحات کا نام لے لیکر دین و دیانت اور اخلاق و روحانیت کی مٹی پلید کرکے رکھدی، اور ان ہی کے پھیلائے ہوئے یہ جراثیم ہین جو موجودہ تہذیب وتمدن کے نام پر دنیا مین پھیلے' ان ہی نے وطنیت وقومیت کے موجودہ نام پر عالم انسانیت کو پارہ پارہ کر دیا، خود تو اپنی اس لگائی ہوئی آگ میں جل ہی رہے تھے دنیا کا کوئی گوشہ بھی اس کی سوزش اور جلن سے نہ بچ سکا اور نسل و وطن کا بت تراش کر وہ تفریق پیدا کی جس کی لعنت مین آج ساری دنیا گرفتار ہے اور جس کی زد سے امت مسلمہ بھی نہ بچ سکی، بلکہ کہنا چاہیے کہ براہ راست زد اسی پر پڑی، آج ہم جو عالم اسلام کو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیون مین دیکھ رہے ہین یہ بھی ان ہی کی کارستانیان ہین،

بہر حال اوپر کی ان تصریحات کو سامنے رکھ کر ہم مسلمانون کو آج بھی اپنے بارے مین سوچنے سمجھنے کی ضرورت ہے اور آج کے حالات جو بظاہر ہمارے موافق نظر آ رہے ہین یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے' اگر ہم نے ان حالات سے خاطر خواہ فائدہ نہ اٹھایا اور سوچ سمجھ کر نہ چلے تو شاید وہ حالات پیش آ کر رہین جو کبھی اسپین مین مسلمانون کے حق مین ظاہر ہوئے تھے،

قوموں اور ملتوں کے لئے وہ وقت بہت ہی اہم اور نازک ہوتا ہے جب صدیوں کے انحطاط و تنزل اور پیہم جہد و کشاکش کے بعد کامیابی سے ہم آغوش ہونے کے قریب ہوتی ہیں یہی وہ وقت ہوتا ہے جب ذرا سی بھول چوک اور معمولی سی لغزش بھی اُن کو راہ سے بھٹکا دیتی ہے اور منزل سامنے آکر پھر اوجھل ہو جاتی ہے، یا یوں کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کی نافرمانیوں کی سزا دینے کے بعد پھر اُن کو اپنی رحمتوں سے نوازتا، اور اُن پر انعام و اکرام کی بارش کرنا چاہتا ہے اور ایسے وقت میں بھی جب وہ قوم یا ملت بجائے شکر خداوندی بجا لانے اور اپنی بہتر صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے کفران نعمت کرتی ہے اور اپنی کجروی سے باز نہیں آتی تو پھر وہ بخشش و نوازش کا رُخ پھیر دیا جاتا ہے، اور ان کو ذلت و پستی کے اسی غار میں پھر ڈھکیل دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے کئے کی سزا بھگتے،

تاریخ کے اس موڑ پر جہاں اس وقت ہم اپنے کو پا رہے ہیں اور عالم اسلامی میں اس وقت جو واقعات اور حالات رونما ہو رہے ہیں اور ساری دنیا اس وقت جس بحرانی کیفیت سے دوچار ہے، اس کا مطالعہ کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غالباً مسلم قوم کے لئے وہ وقت آگیا ہے کہ چاہے تو دنیا کی امامت و پیشوائی کا منصب بڑھ کر قبول کرلے، یا پھر انعام خداوندی سے آنکھیں پھیر کر پھر اسی پستی و تباہی کے دلدل میں جا گرے، جہاں صدیوں سے پڑی موت و زیست کی کشمکش سے دم توڑ رہی تھی، انقلابات امم کے واقعات ہمارے سامنے عبرت و بصیرت کے لئے کافی ہیں اگر ہم عبرت و نصیحت حاصل کرنا چاہیں،

آج بھی اسلامی علوم و فنون اور کتابوں اور تعلیمات کو مختلف طریقہ سے مٹانے کی کوششیں ہو رہی ہیں، کفار و مشرکین کی بھیڑ کمزور مسلمانوں پر یلغار کر رہی ہے اور مسلمانوں کو ان کے دین، معاشرت، ثقافت اور تہذیب و تمدن سے پھیرنے اور غیر اسلامی ماحول کو قبول کرنے کی صورت پیدا کی جا رہی ہے، اس کے لئے اگر ایک طرف سرکاری قوانین وطنیت اور قومیت کا جامہ پہنکر کھلے بندوں مؤثر اقدام کر رہے ہیں تو دوسری طرف فرقہ پرور اور مفسد رات دن مسلمانوں کا وجود اور ان کی اسلامی روایات کے درپے ہیں،

آج جو حالات چل رہے ہیں، اگر مسلمانوں نے ان میں اپنی دینی، ملی اور ثقافتی حفاظت کا بندوبست نہ کیا تو سو دو سو سال میں ان کی حیثیت تقریباً وہی ہوگی جو اسپین کے مسلمانوں کی ہوئی۔ اس لئے اس وقت مسلمان قوم کے لئے بڑی ہوشیاری کی ضرورت ہے، وہ ہوشیاری جو نہ جذباتی ہو، نہ اس میں ہیجانی کیفیت ہو اور نہ بحرانی کیفیت ہو،

اللّٰھُمَّ اعز الاسلام والمسلمین

واذل الشرک والمشرکین،